مشفق سلطان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے لفظ 'مسلم' کا وجود

[''نقطۂ نظر'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ تمام انبیا کا دین ایک ہی رہا ہے:

شَرَعَ لَكُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوۡحًا وَّالَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَمَا وَصَّيۡنَا بِهٖۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى وَعِيۡسٰٓى اَنۡ اَقِيۡمُوا الدِّيۡنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِيۡهِ.(الشوریٰ ۴۲:۱۳)

''اُس نے تمھارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے جس کی ہدایت اُس نے نوح کو فرمائی اور جس کی وحی، (اے پیغمبر)، ہم نے تمھاری طرف کی ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ (اپنی زندگی میں) اِس دین کو قائم رکھو اور اِس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے اس دین کا نام 'اسلام' بتایا ہے اور اِس کے بارے میں کہا ہے کہ بنی آدم سے وہ اِس کے سوا ہرگز کوئی دوسرا دین قبول نہیں کرے گا:

اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ... وَمَنۡ

''اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے...

يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (آل عمران ۳: ۱۹، ۸۵)

اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو اُس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور قیامت میں وہ نامرادوں میں سے ہوگا۔“

اسلام کے معنی ہیں: خدا کے سامنے سر اطاعت جھکا دینا اور اسی کی مرضی کے مطابق چلنا۔ ظاہر ہے کہ تمام انبیا اور ان کے متبعین کا رویہ یہی رہا ہے، یعنی وہ حقیقت میں خدا کی مرضی کے مطابق چلنے والے 'مسلم' تھے۔ ارشاد ہوا ہے:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ. (آل عمران ۳: ۸۳)

”(یہ پیغمبر اِسی طرح آئے ہیں) تو کیا یہ لوگ اب اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہیں، دراں حالیکہ زمین اور آسمانوں میں طوعاً و کرہاً، سب اُسی کے فرماں بردار ہیں اور اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔“

ان معنوں میں اسلام کے وجود سے شاید کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ قرآن سے قبل دینی روایت کا سب سے بڑا اور مستند ماخذ بائبل ہے۔ اس میں خدا کی فرماں برداری اختیار کرنے کا تصور ظاہر و باہر ہے۔ مثلاً انجیل میں سیدنا مسیح علیہ السلام کا یہ قول:

”میں آسمان سے آیا ہوں اور اپنی مرضی پوری کرنے کے لئے نہیں آیا، بلکہ خدا کی مرضی کے مطابق کرنے کے لئے آیا ہوں۔“ (یوحنا ۶: ۳۸)

یا سیدنا داؤد علیہ السلام کی یہ دعا:

”اے میرے خداوند، میں وہی کرنا چاہتا ہوں جو تو چاہتا ہے۔ میں نے دل میں تیری شریعت کو بسالیا۔“ (زبور ۸: ۴۰)

لہٰذا معنوی لحاظ سے تو اسلام اور مسلم کا وجود ملتا ہے، لیکن کیا بطور ایک اسم کے لفظ 'اسلام' یا 'مسلم' کا بھی وجود ہمیں ملتا ہے یا نہیں؟

قرآن میں ہی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ 'هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا'[1] (اسی نے تمھارا نام مسلم رکھا تھا، اِس سے پہلے اور اِس

۱۔ الحج ۲۲: ۷۸۔

قرآن میں بھی (تمھارا نام مسلم ہے))۔ بعض لوگوں نے 'ھُوَ' کا مرجع اللہ تعالیٰ کو مانا ہے اور بعض لوگوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو۔ دونوں صورتوں میں لفظ 'مسلم' کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے زمانے میں مستعمل ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے، لیکن کیا قرآن مجید سے باہر اور اس سے قبل اس لفظ کے وجود کے شواہد ملتے ہیں؟

بائیبل کے عہد نامۂ عتیق کی کتاب یسعیاہ میں ہمیں یہ عبارت ملتی ہے:

''מי עור כי אם־עבדי וחרש כמלאכי אשלח מי עור **כמשלם** ועור כעבד יהוה:''

اس کا انگریزی ترجمہ ذیل میں ہے:

"Who is blind, but my servant? or deaf, as my messenger that I sent? who is blind **as he that is perfect**, and blind as the LORD'S servant?"[۲]

کتابِ مقدس سے اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

پہلا ترجمہ

''میرے خادم کے سوا اندھا کون ہے؟ اور کون ایسا بہرا ہے جیسا میرا رسول جسے میں بھیجتا ہوں؟ **میرے دوست** کی اور خداوند کے خادم کی مانند نابینا کون ہے؟''

دوسرا ترجمہ

''اندھا کون ہے مگر میرا بندہ؟ اور کون ایسا بہرہ ہے جیسا میرا رسول جسے میں بھیجوں گا؟ اندھا کون ہے **جیسا کہ وہ جو کامل ہے** اور خداوند کے خادم کی مانند اندھا کون ہے؟''

اس عبارت میں خطاب کا رخ بنی اسرائیل کی طرف ہے۔ ان کے بارے میں ایک تبصرہ کیا گیا ہے، لیکن یہ تبصرہ واحد کے صیغے میں ہوا ہے۔ بنی اسرائیل کی عکاسی ایک نافرمان، اندھے اور بہرے خادم کی صورت میں کی گئی ہے، جو اپنے منصب (قوموں کی طرف الٰہی پیغام کی ترسیل) کے بالکل برخلاف سرگرم عمل ہے؛ ایک ایسا خادم جو اپنے ساتھ ہو رہے حادثات سے بھی کوئی سبق حاصل نہیں کر رہا ہے۔ بنی اسرائیل کے لیے یہاں تین

۲-The Bible (KJV), Isaiah42:19.

الفاظ استعمال کیے گئے ہیں:

עבדי	‘ABDY	میرا خادم یا میرا بندہ
מלאכי	ML'aKY	میرا فرستادہ یا میرا رسول
משלם	MShLM	مشلم

پہلا لفظ ’عبدي‘ ہے، دوسرا ’مَلۡکِي‘ اور تیسرا لفظ جس میں ہماری دل چسپی ہے، وہ ہے ’مشلم‘۔ اس کا تلفظ ’meshullam‘ کیا جاتا ہے۔

اگر ہم اس لفظ کا ترجمہ نہ کر کے مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں تو عبارت یوں ہو گی:

”اندھا کون ہے مگر میرا بندہ؟ اور کون ایسا بہرہ ہے جیسا میرا رسول جسے میں بھیجوں گا؟ اندھا کون ہے جیسا کہ مشلم اور خداوند کے خادم کی مانند اندھا کون ہے؟“

قارئین محسوس کر سکتے ہیں کہ لفظ ’مشلم‘ عربی لفظ ’مسلم‘ سے مشابہت رکھتا ہے۔ صرف ’س‘ اور ’ش‘ کا فرق ہے، لیکن تحریر میں تو وہ بھی نہیں۔

משלם	م س ل م

یہ فرق عربی اور عبرانی زبانوں میں عام ہے۔ مثلاً عربی میں لفظ ’سلام‘ کو عبری لوگ ’شَلوم‘ پڑھتے ہیں۔

لفظ ’משלם‘ کے بارے میں اہل علم کی شروحات

اب دیکھتے ہیں کہ یسعیاہ باب ۴۲ کے اس لفظ کے بارے میں بائیبل کے شارحین کیا فرماتے ہیں۔ ’این اولڈ ٹیسٹامنٹ کمنٹری فار انگلش ریڈرز‘، جس کی ادارت چالز ایلیکاٹ صاحب نے کی ہے، میں لفظ ’مشلم‘ کے تحت لکھا ہے:

> **As he that is perfect.** — Strictly speaking, *the devoted*, or *surrendered one*. The Hebrew *meshullam* is interesting, as connected with the modern *Moslem* and *Islam*, the man resigned to the will of God.[۳]

۳- Charles J. Ellicott, ed., *An Old Testament Commentary for English Readers*, Exposition (on ‘Isaiah’) by Rev. E. H. Plumptre (New York: Cassell and Company Ltd., 1884), 4:529.

”جیسا کہ وہ جو کامل ہے —— متعین طور پر، باوفا یا سرافگندہ۔ عبرانی لفظ ’مشلم‘ دل چسپ ہے، کیونکہ اس کا تعلق جدید لفظ ’مسلم‘ اور اسلام کے ساتھ ہے، جو خدا کی مرضی میں استسلام کرنے والا ہے۔“

”دی پلپٹ بائبل کمنٹری“ میں لفظ ’مشلم‘ کے بارے میں لکھا ہے:

The word used is connected etymologically with the Arabic *muslim* (our "Moslem"); but it does not appear to have had the sense of "surrender" or "submission" in Hebrew.[۴]

”یہ لفظ لغوی اعتبار سے عربی لفظ ’مسلم‘ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عبرانی زبان میں یہ ”استسلام“ یا ”اطاعت“ کے معنی نہیں رکھتا۔“

کتاب یسعیاہ پر ’ریورنڈ چینی کی تفسیر‘ میں اس لفظ کے بارے میں ہے:

[**the surrendered one**] One might almost say, ‘as the Moslem,’ for the prophet’s words (*m’shullam*) is closely akin to the Arabic *muslim* (Moslem), i.e., ‘he that devoteth or submitteth himself (to God).’ … ‘A more *surrendered* soul, more informed and led by God.’ Apparently this word became a favourite among the pious Jews in later times. It appears as a proper name in Ezra viii. 16, x. 15,29, and the fem. Meshullemeth (before the Exile), 2 Kings xxi. 19.[۵]

”[**سرافگندہ شخص**] ہم تقریباً یہ کہہ سکتے ہیں کہ ’مسلمان کے جیسا‘، کیوں کہ نبی کے الفاظ (*m’shullam*) عربی لفظ ’مسلم‘ (مسلمان) سے قریب تر ہیں، یعنی ’وہ جو اپنے آپ کو (خدا کے لیے) وقف کرتا ہے یا تابع کرتا ہے۔“ ’ایک سرافگندہ شخص، زیادہ باخبر اور خدا کی رہنمائی میں۔“ بظاہر یہ لفظ بعد کے زمانے میں متقی یہودیوں میں پسندیدہ بن گیا۔ یہ عزرا ۸:۱۶؛ ۱۰:۱۵، ۲۹ میں اسم علم کے طور پر ظاہر ہوتا ہے اور ۲ سلاطین ۲۱:۱۹ میں اس کی تانیث Meshullemeth (جلاوطنی سے پہلے) بھی ملتی ہے۔“

۴- *The Pulpit Commentary*, ed. (i) the Rev. Spence and (ii) the Rev. Joseph Exell, Exposition (on ‘Isaiah’) by G. Rawlinson (Massachusetts: Hendrickson Publishers, 1985), 10:120.

۵- T. K. Cheyne, *The Prophecies of Isaiah, A New Translation with Commentary and Appendices*, 5th ed. (London, Kegan Paul, Trench, & Co., 1889), 2:271.

ریورنڈ چینی نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ یہ لفظ یہودی مردوں اور عورتوں کے لیے ایک پسندیدہ نام کے طور پر رائج رہا ہے۔ یہ ٹھیک اسی طرح کا معاملہ ہے، جیسے ہمارے یہاں ’مسلم‘ اور ’مسلمۃ‘ کے نام رکھے جاتے ہیں۔

اردو میں بائیبل کا پہلا مکمل ترجمہ اور یسعیاہ ۴۲:۱۹

اردو (ہندستانی) زبان میں بائیبل کا پہلا مکمل ترجمہ ۱۸۴۳ء میں کلکتہ سے شائع ہوا۔ اس کی دوسری جلد میں ایوب سے ملاکی تک کی کتابیں شامل تھیں۔

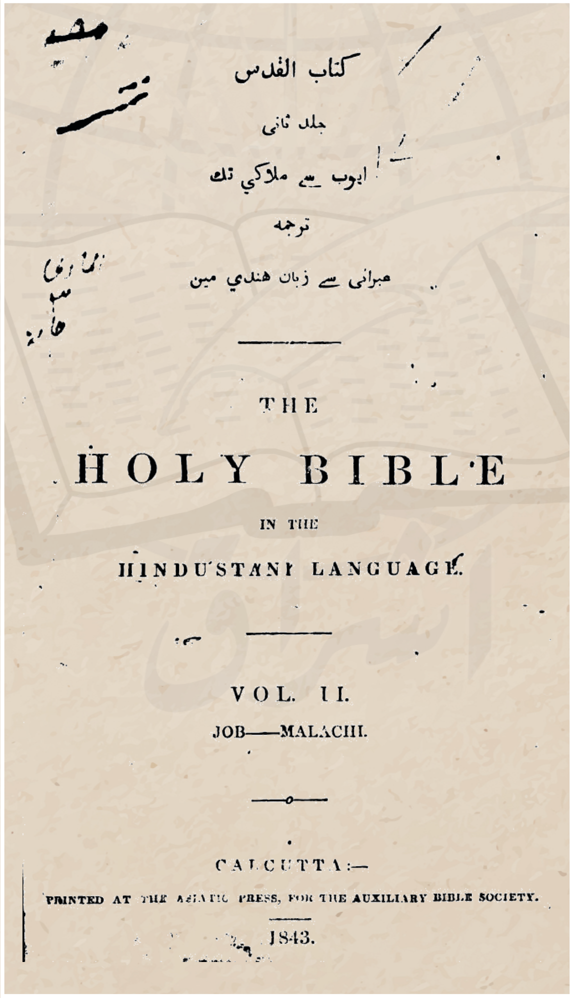

کتاب القدس

جلد ثانی

ایوب سے ملاکي تک

ترجمہ

عبرانی سے زبان هندي مین

THE

HOLY BIBLE

IN THE

HINDUSTANI LANGUAGE.

VOL. II.

JOB—MALACHI.

CALCUTTA:—

PRINTED AT THE ASIATIC PRESS, FOR THE AUXILIARY BIBLE SOCIETY.

1843.

اس میں یسعیاہ ۴۲: ۱۹ کا ترجمہ یوں کیا گیا تھا:

۱۸ سنو ای بہرو اور تاکو ای اندھو تا کہ تم دیکھو * ۱۹ اندھا
کون ہی مگر میرا بندہ۔ اور کون ایسا بہرا ہی جیسا میرا رسول
جسے میں نے بھیجا کون مسلم کا سا اندھا اور عبداللہ کا سا اندھا ہی *

”اندھا کون ہے مگر میرا بندہ۔ اور کون ایسا بہرا ہے جیسا میرا رسول جسے میں نے بھیجا، **کون مسلم کا سا اندھا** اور عبداللہ کا سا اندھا ہے۔“

خلاصۂ کلام

کتاب یسعیاہ کے اس مقام پر یہود کو ’مسلم‘ نام سے مخاطب کیا گیا ہے، جو بائیبل کے کئی شارحین نے تسلیم کیا ہے۔ اس نام سے مخاطب کر کے بنی اسرائیل کو شاید ان کی اصل ذمہ داری کا احساس دلانا مقصود ہے۔ بہ الفاظ دیگر، وہ ایک مسلمان امت ہیں اور پھر بھی انھوں نے اس نام کے تقاضوں کے برعکس رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس قت دنیا میں ایک مسلمان سے زیادہ اندھا اور بہرا کوئی نہیں ہے۔

مذکورہ بالا شواہد کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ لفظ ’مسلم‘ کا وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی رہا ہے اور یہ شہادت اس بات کو قوت فراہم کرتی ہے کہ اللہ کا دین ہمیشہ اسلام ہی رہا ہے۔